سلیمان بن صردؓ پر خروج کا الزام اور اس کی حقیقت



صالح حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلیمان بن صردؓ پر خروج کا الزام اور اس کی حقیقت

سیدنا معاویہؓ کی زندگی کے آخری ایام میں ہی اہل کوفہ نے سیدنا حسینؓ سے روابط بڑھانا شروع کر دیئے تھے۔ یہاں تک کہ سیدنا معاویہؓ کے انتقال کے ساتھ ہی اہل کوفہ کا ایک وفد دیگر اہلیانِ کوفہ کے کئی خطوط لے کر سیدنا حسینؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جن پر اعتبار کر کے سیدنا حسینؓ نے یزید کی بیعت سے احتراز برتتے ہوئے مدینہ سے مکہ اور پھر مکہ سے کوفہ عزمِ سفر کیا۔ یہ حقائق تقریباً تاریخ کی تمام کتب میں موجود ہیں اور ہر دور کے مؤرخین نے ان کو نقل کیا ہے۔ اہل کوفہ کی طرف سے سیدنا حسینؓ کو کوفہ آمد کے لئے جو خطوط لکھے گئے ان میں سے کئی بھیجنے والوں کے نام بھی بعض کتبِ تاریخ میں درج ہیں۔ اگرچہ جن تاریخی روایات میں ان ناموں کا تذکرہ ملتا ہے ان کی استنادی حیثیت اس قابل نہیں کہ ان کی بنیاد پر فرداً فرداً ان تمام اہلِ کوفہ اور ان کے رؤسا کا تعین کر کے مخصوص معنی اخذ کرتے ہوئے اپنی مرضی کا کوئی افسانہ تراشا جائے اور اس کی صحت پر اصرار کیا جائے جائے۔ لیکن پھر بھی بعض لوگوں نے ان روایات کی بنیاد پر اس طرح کی مضحکہ خیز داستانیں تراش رکھی ہیں جن سے، روافض اور ان کے ہمنوا نیم روافض جو

کہ اہلسنت میں رافضیوں کے آلۂ کار ہیں، حُبِ اہلبیت کے خوشنما نعرے کے پسِ پردہ اہلسنت کے افکار کو شیعیت کی گندگی سے آلودہ کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ سیدنا حسینؓ کی مدینہ سے مکہ آمد کے بعد اہلِ کوفہ نے آپکو مسلسل خطوط لکھنا شروع کیئے اور کوفہ آنے کی دعوت دینے لگے۔

عثمان الناصری آلِ خمیس لکھتے ہیں:

"چنانچہ انہوں نے حضرت حسین بن علیؓ کو خطوط لکھے اور ان میں یہ لکھا کہ ہم نے آپ کی بیعت کی ہے اور ہم آپ کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کرتے اور ہماری گردنوں میں یزید کی بیعت نہیں ہے، بلکہ آپ کی بیعت ہے۔ ان کی طرف سے اس قدر خطوط آئے کہ ان کی تعداد پانچ صد (500) سے بڑھ گئی۔ وہ سارے خطوط کوفہ والوں کی طرف سے تھے اور وہ آپ کو اپنی طرف آنے کی دعوت دے رہے تھے۔" (آئینہ ایّامِ تاریخ ص : ۱۶۶)

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وقد كثر ورود الكتب عليه من بلاد العراق يدعونه إليهم- وذلك حين بلغهم موت معاوية وولاية يزيد، ومصير الحسين إلى مكة فرارا من بيعة يزيد-

"اور بلادِ عراق سے آپ کے پاس بکثرت خطوط آئے، وہ آپ کو اپنے پاس بلاتے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب انہیں حضرت معاویہؓ کی موت اور یزید کی حکومت اور حضرت حسینؓ کی بیعتِ یزید سے فرار کر کے مکہ آنے کی اطلاع ملی۔" (البدایہ ۸/۱۵۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

لما بايع الناس معاوية ليزيد كان حسين ممن لم يبايع له، وكان أهل الكوفة يكتبون إليه يدعونه إلى الخروج إليهم في خلافة معاوية، كل ذلك يأبى عليهم، فقدم منهم قوم إلى محمد بن الحنفية يطلبون إليه أن يخرج معهم فأبى، وجاء إلى الحسين يعرض عليه أمرهم، فقال له الحسين: إن القوم إنما يريدون أن يأكلوا بنا، ويستطيلوا بنا، ويستنبطوا دماء الناس ودماءنا، فأقام حسين على ما هو عليه من الهموم، مرة يريد أن يسير إليهم، ومرة يجمع الاقامة عنهم

"مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے یزید کی بیعت لی تو حضرت حسینؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس کی بیعت نہیں کی تھی اور اہلِ کوفہ آپ کی طرف خطوط لکھتے تھے اور آپ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دیتے تھے مگر آپ ان کی کوئی بات نہ مانتے اور ان میں سے کئی لوگ محمد بن حنفیہ کے پاس آئے کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر محمد بن علی الحنفیہ نے حسینؓ کے پاس آکر اہل کوفہ کی اس پیشکش کے متعلق ان کو بتایا تو حسینؓ نے کہا: "یہ کوفی لوگ ہمیں اپنے مفاد کے لیئے استعمال کرنا چاہتے ہیں نیز وہ ہمارا استعمال کر کے سرکشی اور امت مسلمہ کے بیچ خونریزی پھیلانا اور خود ہمارا بھی خون بہانا چاہتے ہیں۔" اس ساری صورتحال سے حسینؓ فکر مند ہو گئے اور تردد کا شکار ہو کر کبھی سوچتے کہ ان کے پاس جانا چاہیئے اور کبھی سوچتے کہ جہاں ہیں وہیں اقامت پذیر رہیں۔" (البدایہ والنہایہ:۸/۱۶۱)

بہرحال اہل کوفہ کی طرف سے سیدنا حسینؓ کو لگاتار خطوط آتے رہے جن میں یہی تقاضہ ہوتا تھا کہ آپ کوفہ وارد ہو جائیں، اہل کوفہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کو تیار ہیں۔ مؤرخین نے خطوط لکھنے والوں کو عام طور پر "اہلِ کوفہ" کہہ کر ہی ذکر کیا ہے البتہ طبری نے اپنی تاریخ میں خطوط بھیجنے والے "اہلِ کوفہ" کے چند نام بھی گنوائے ہیں جن میں سلیمان بن صردؓ کا نام بھی شامل ہے کیونکہ وہ کوفہ میں مقیم تھے۔

جبکہ حافظ ابن کثیر نے خطوط ارسال کرنے والوں کے ضمن میں بیشتر مقامات پر محض "اہل کوفہ" کی عمومی اصطلاح استعمال کی ہے اور اہلِ کوفہ اوران کے رؤسا کا کوئی تعین نہیں کیا اور نہ ہی ان کے مکمل ناموں کو ذکر کیا ہے ۔البتہ ایک مقام پر جہاں بعض خطوط لکھنے والے اشخاص کے نام ذکر کیئے ہیں، ان میں بھی سلیمان بن صردؓ کا نام موجود نہیں (البدایہ:۸/ ۲۲۰)۔اس سے اس بات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھ کر کوفہ بلانے والوں کی تعداد کافی زیادہ تھی جسے امام ابن کثیر نے ایک جگہ ڈیڑھ سو(البدایہ:۸/۲۱۹)اور طبری(۴/۳۶۴)وغیرہ نے پانچ سو بلکہ اس سے زیادہ بھی بیان کی ہے۔ لیکن کتبِ تاریخ میں ان خطوط لکھنے والوں کی کوئی مکمل فہرست کسی بھی مؤرخ نے پیش نہیں کی۔ تاریخ طبری کی روایات جن میں خطوط لکھنے والوں میں سلیمان بن صردؓ کا تعین کیا گیا ہے وہ تمام ابو مخنف کی بیان کردہ ہیں۔ ابو مخنف لوط بن یحی مشہور و معروف کذاب داستان گو رافضی تھا جس مے متعلق محدثین کی سخت جرحیں موجود ہیں۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کہا:

شيعى محترق صاحب أخبارهم (الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 7/ 241)

اسماعیل الأصبهانی نے کہا:

فَأَما مَا رَوَاهُ أَبُو مخنف وَغَيره من الروافض فَلَا اعْتِمَاد بروايتهم

(الحجة في بيان المحجة لقوام السنه: 2/ 568)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

لوط بن يحيى، أبو مخنف، أخباري تالف، لا يوثق به

(میزان الاعتدال: 3/ 419)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا:

لوط بن يحيي وهشام بن محمد بن السائب وأمثالهما من المعروفين بالكذب

(منهاج السنة النبوية: 1/ 59)

لہذا ابو مخنف جیسے کذاب رواۃ کی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ سلیمان بن صردؓ بھی ان اہلِ کوفہ کے پروپیگنڈا کا شکار ہو کر حضرت حسینؓ کو خطوط لکھا کرتے تھے۔ سلیمان بن صردؓ کا ان خطوط بھیجنے والے کوفیوں میں شمار ایک اور روایت کی بنا پر بھی کیا جاتا ہے جو علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب میں پیش کی ہے۔

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

أخبرنا ابن ناصر، قال: أنبأ أبو محمد بن السراج، قال: أنبأ أبو طاهر محمد بن علي العلاف، قال: أنبأ أبو الحسين ابن أخي ميمي، قال: ثنا أبو علي بن صفوان، قال: ثنا أبو بكر بن أبي الدنيا، قال: ثنا محمد بن صالح القرشي، قال: ثنا علي بن محمد القرشي، عن يونس بن أبي إسحاق، قال: لما بلغ أهل الكوفة نزول الحسين بمكة وأنه لم يبايع ليزيد بن معاوية خرج منهم وفد إليه، وكتب إليه سليمان بن صرد ، والمسيب بن نجبة ، ووجوه أهل المدينة يدعونه إلى بيعته وخلع يزيد، وقالوا: إنا تركنا الناس متطلعة أنفسهم إليك وقد رجونا أن يجمعنا الله بك على الحق، وأن ينفي عنهم (بك) ما هم فيه (من الجور) ، فأنتم (أولى بالأمر من) يزيد الذي غصب الأمة فيها وقتل خيارها) فدعا مسلم بن عقيل، وقال: (اشخص إلى الكوفة، قال: (فإن) رأيتَ منهم اجتماعاً فاكتب إليَّ)

(الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد لابن الجوزي ص: 49)

یہ روایت منقطع ہے، اس کے راوی یونس بن أبي إسحاق السبيعي کی وفات 159ھ میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ۳۵۶/۷) یعنی موصوف واقعہ کربلاء کے وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے نہ ہی ان کی ملاقات سلیمان بن صردؓ سے ثابت ہے جن کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی۔ اس لیئے انہوں نے یہ بات کس سے سنی ہے اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں کیونکہ ان سے اوپر کی سند ذکر نہیں کی گئی۔ اس لیئے یہ روایت ضعیف و منقطع ہونے کے باعث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

اسی طور کی بعض غیر ثابت روایات کی بنیاد پر مؤرخین کے اس بیان کو کئی علماء نے اپنی کتب میں نقل کر دیا۔ امام ذہبی نے یہی بات علامہ ابن عبد البر کے حوالہ سے رقم کی ہے، لکھتے ہیں:

قال ابن عبد البر : كان ممن كاتب الحسين ليبايعه ، فلما عجز عن نصره ندم ، وحارب (سير أعلام النبلاء:۳/۳۹۰)

جبکہ علامہ ابن عبد البر نے بھی اس کی کوئی سند پیش نہیں کی، لکھتے ہیں:

وكان فيمن كتب إلى الحسين بن علي رضي الله عنهما يسأله القدوم إلى الكوفة، فلما قدمها ترك القتال معه، فلما قتل الحسين ندم هو، والمسيب بن نجبة الفزاري، وجميع من خزله إذ لم يقاتلوا معه، ثم قالوا: ما لنا من توبة مما فعلنا إلا أن نقتل أنفسنا في الطلب بدمه، فخرجوا فعسكروا بالنخيلة، وذلك مستهل ربيع الآخر سنة خمس وستين، وولوا أمرهم سليمان بن صرد، وسموه أمير التوابين، ثم ساروا إلى عبيد الله بن زياد، فلقوا مقدمته في أربعة آلاف عليها شرحبيل ابن ذي الكلاع، فاقتتلوا، فقتل سليمان بن صرد والمسيب [بن نجبة] بموضع يقال له عين الوردة. وقيل: إنهم خرجوا إلى الشام في الطلب بدم الحسين رضي الله عنه، فسموا التوابين،

"وہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کوفہ آنے کے لیے خط لکھے تھے، لیکن جب وہ آئے تو ان کی حمایت میں لڑائی نہ کی، اور پھر جب حسین شہید کر دیے گئے تو وہ اور مسیب بن نجبہ فزاری سمیت تمام لوگ نادم ہوئے جنھوں نے آپ کو بے یار و مدد گار چھوڑ دیا تھا اور لڑائی میں آپؓ کا ساتھ نہ دیا تھا۔ پھر ان سب نے کہا کہ اب ہمارے اس فعل کی توبہ کی یہی صورت ہے کہ حسینؓ کا بدلہ لینے میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ چنانچہ وہ نکلے اور ۶۵ھ کے اوائل ربیع الاول میں مقامِ نخیلہ میں جمع ہوئے۔ ان سب نے سلیمان بن صرد کو اپنا امیر بنایا اور اُن کو امیر التوابین سے ملقب کیا۔ پھر یہ سب لوگ عبید اللہ بن زیاد کی طرف نکلے اور اس کے لشکر کے ہر اول دستے سے ان کا آمنا سامنا ہوا جس کی تعداد چار ہزار تھی اور اس کا کمانڈر شرجیل بن ذی الکلاع تھا۔ باہمی لڑائی ہوئی تو سلیمان بن صرد اور مسیب بن نجبہ عین الوردہ نامی جگہ پر قتل ہو گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ قتل حسین کا بدلہ لینے کے لیئے شام کی طرف نکلے تو ان کا نام توابین پڑا تھا۔" (الاستعیاب:۲/۶۵۰)

سلیمان بن صردؓ کے خطوط لکھنے سے لے کر کے توابین نامی لشکر کی تشکیل کی پوری کہانی کا دار و مدار ابو مخنف اور ابن جوزی کی مذکورہ بالا غیر ثابت روایات پر ہے۔

علامہ ابن کثیر نے ۶۵ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ سترہ ہزار افراد سلیمان بن صرد کے ساتھ قتل حسین کا بدلہ لینے کے لیئے جمع ہوئے تھے لیکن اس کے لیئے صرف واقدی (کذاب) کے قول پر ہی اعتماد کیا ہے جیسا کہ انہوں نے اس بیان کے فوراً بعد قال الواقدی کہہ کر وضاحت کر دی ہے۔

ثم دخلت سنة خمس وستين

فيها اجتمع إلى سليمان بن صرد نحو من سبعة عشر ألفا، كلهم يطلبون الأخذ بثأر الحسين ممن قتله، قال الواقدي: لما خرج الناس إلى النخيلة كانوا قليلا،

(البدایہ والنہایہ:۸/۳۵۳)

اس کے علاوہ "العلل و معرفۃ الرجال" کے حوالے سے ایک اور روایت بھی بیان کی جاتی ہے جس کو حال ہی میں ایک محلک صاحب نے " صحیح" قرار دیا ہے ، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت بھی منقطع ہونے کے سبب چنداں لائقِ احتجاج نہیں ہے۔ روایت کچھ یوں ہے:

قال عبد الله بن أحمد: كتب إلي ابن خلاد، قال: سمعت يحيى يقول: خرج سليمان بن صرد في جيش التوابين، قبل أن يظهر المختار، حين قتل حسين عليه السلام، يريد الشام.

مختار (کذاب) کے ظہور سے پہلے سلیمان بن صردؓ توابین کے لشکر میں شامیوں سے لڑنے نکلے، جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تھے۔"(العلل و معرفۃ الرجال:۳/۲۳۱،۵۰۱۰)

اس روایت کو بیان کرنے والے امام یحیٰی بن سعید القطان ہیں جن کی پیدائش ۱۲۰ھ کی ہے جبکہ توابین والا واقعہ سلیمان بن صردؓ کی وفات کے مطابق ۶۵ھ بنتا ہے اس اعتبار سے دونوں کے درمیان طویل فاصلہ ہے اور امام ابن قطان کو یہ بات کہاں سے پہنچی ہے اس کا اس سند میں کوئی ذکر نہیں نہ ہی ہمیں اس کے علاوہ اس روایت کی کوئی اور سند مل سکی۔ البتہ اس منقطع بلکہ بلا سند روایت کو نامعلوم کس بنیاد پر " صحیح" قرار دے کر اس سے اتنے نتائج کیسے کشید جا رہے ہیں؟

مضمون نگار لکھتے ہیں:

"سیدنا سلیمان بن صرد الخزاعی رضی اللہ عنہ افاضل صحابہ میں سے ہیں، آپ جمل اور صفین میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب تھے، نیز آپ کا سیدنا حیسن(!) رضی اللہ ونہ کو یزید کے دورِ حکومت میں کوفہ

سے خط لکھنا صحیح سند اور بالاتفاق آئمہ سے ثابت ہے۔صحابہ پر موجود تراجم کی کوئی بھی معتدم (!)کتاب اٹھالیں تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے"

ہم ان روایات اور اس نام نہاد "ائمہ کے اتفاق" کی حیثیت اور حقیقت اوپر واضح کر چکے ہیں کہ جن غیر ثابت روایات کو محلک صاحب نے " صحیح "باور کرواکر یہ کہانی گھڑی ہے اول تو وہ تمام کی تمام روایات ہی سخت ضعیف و موضوع ہیں اور دوسرا یہ کہ جن بیانات کو ائمہ کا اتفاق قرار دیا جارہا ہے وہ ہر گز کوئی اتفاق ہے ہی نہیں بلکہ محض نقل در نقل ہے جیسا امام ذہبی نے ابن عبد البر سے نقل کیا اور ابن عبد البر نے بلا سند یہ بات لکھ دی، تقریباً یہی بات حافظ ابن حجر نے بھی الاصابہ میں سلیمان بن صردؓ کے ترجمہ میں لکھی ہے۔ بالکل یہی صورتحال دیگر علماء کے اس ضمن میں بیانات کی ہے جنہوں نے نقل در نقل میں یہ بات اپنی کتب میں درج کر دی ہے اور مضمون نگار نادانی میں اسے ائمہ کا اتفاق سمجھ بیٹھے ہیں۔

موصوف مزید لکھتے ہیں:

"لہذا جو لوگ کوفیوں کو برما (!) قاتل قرار دیتے ہیں اور خط لکھنے والوں کو مطلقا منافق یا دھوکے باز کہتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیئے (واقعی؟) کیونکہ اس میں صحابی بھی شامل تھے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوفہ میں رہنے والے صحابی بھی یزید کی فوج کو ہی قاتل سمجھتے تھے، اور یہی آئمہ اھل سنت کا اتفاقی اور متواتر موقف رہا ہے، اسکا انکار کرنے والوں کو اپنے موقف پر کبار علماء سے رہنمائی لینی چاہئیے۔"

ہم کہتے ہیں کہ انکار کرنے والوں سے زیادہ آپ کو ان روایات کی بابت علماء سے رہنمائی کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارے نزدیک تو یہ سب کسی بازاری شیعی گپ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کہنا کہ خطوط لکھنے والے مطلقاً اہل کوفہ نہیں تھے تو ہم اپنے جواب کے شروع میں امام ابن کثیر وغیرہ کی عبارات پیش کر چکے ہیں جنہوں نے متعدد جگہ مطلقاً اہلِ کوفہ کا ہی نام لے کر خطوط لکھنے والوں کا ذکر کیا ہے اور یہی بات باقی مؤرخین اور ائمہ نے عمومی طور پر بیان

کی ہے۔ البتہ جہاں تک ان خطوط لکھنے والوں میں کسی شخصیت کے تعین کی بات ہے تو اس کے لیئے خاص دلیل کی ضرورت ہے جو صحت کے معیار پر پورا اترتی ہو۔

شیخ عثمان الخمیس لکھتے ہیں:

تاریخی کتب کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں مؤلف کی ذاتی رائے کی طرف مائل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسے نظر انداز کر کے اصل روایت کی طرف دیکھنا چاہیے (کہ وہ ثابت بھی ہے یا نہیں) اور پڑھتے وقت انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔" (آئینہ ایّام تاریخ ص۲۷)

پھر ان روایات میں ایک صحابی کا ایسا کردار پیش کیا گیا ہے جس سے ان پر ان پر یہ الزام وارد ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پہلے خطوط لکھ کر کوفہ بلایا اور بیعت کی دعوت دی لیکن جب سیدنا حسینؓ کوفہ پہنچے تو (انہی خطوط کے متن کے مطابق جو ابومحنف وغیرہ کی اسی طرح کی روایات میں موجود ہے) انہوں نے اپنی پیشکش سے پہلو تہی کی اور اس طرح حسینؓ کو دیگر شیعانِ اہلِ کوفہ کی طرح دھوکہ دیا اور جب سبائیوں نے آپ کو قتل کرنے کے لیئے گھیر لیا تو سلیمان بن صردؓ انہیں بچانے اور ان کا دفاع کرنے بھی نہیں آئے۔ یہ ایک بہت سنگین الزام ہے جو ایک صحابی کے کردار کو مجروح کرنے کے لیئے کافی ہے۔ جن لوگوں نے سلیمان بن صردؓ پر یہ الزام لگا کر ان کے کردار کو مجروح کرنے اور مشکوک بنانے کی کوشش کی ہے انہی لوگوں نے بعد ازاں اس کی ایک بھونڈی صفائی پیش کرنے کے لیئے انہیں لشکر توابین کا امیر بنا کر قتلِ حسینؓ کا بدلہ لینے والا بتلایا ہے۔

اگر سلیمان بن صردؓ واقعی خطوط لکھنے والوں میں شامل تھے اور کسی وجہ سے حسینؓ کی مدد کو نہیں آسکے اور اس پر ان کو شدید ندامت، شرمندگی اور پچھتاوا بھی تھا جس کے لیئے بعد ازاں یہ خود ساختہ توبہ کی کہانی بنائی گئی ہے تب بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ اگر بالفرض ابن صردؓ حسینؓ کی آمد پر ان کے کی مدد سے کنارہ کش رہے تو بھی آخر کیا وجہ ہوئی کہ حسینؓ کی کوفہ آمد سے قبل ان کے بھیجے ہوئے نمائندے مسلم بن عقیلؓ سے نہ ملے؟ جہاں سینکڑوں اہلِ کوفہ کا

مسلم کے ہاتھ پر حسینؓ کی بیعت کا ذکر ہے وہاں ہمیں کہیں بھی سلیمان بن صردؓ کا مسلم بن عقیلؓ کے پاس آپ کی بیعت کے لیئے حاضر ہونا اور پھر مسلم کے قتل ہو جانے تک کسی موقع پر آپ کو ان کی حمایت میں کوئی اقدام کرنے کا ذکر کسی ضعیف یا موضوع روایت میں بھی نہیں ملتا۔ کیا وجہ ہے کہ سلیمان بن صردؓ سیدنا حسینؓ کو تو بیعت کے لئے کوفہ آنے پر بذریعہ خطوط مجبور کریں اور جب حسینؓ ان خطوط لکھنے والوں کا احوال جاننے کے لیئے اپنے نمائندہ اور عم زاد کو اہل کوفہ کے پاس بھیجیں تو سلیمان بن صردؓ نہ ان کا استقبال کرنے پہنچیں نہ بیعت کے لیئے حاضر ہوں، جبکہ اس وقت ہزاروں اہلِ کوفہ حاضر ہو کر سیدنا حسینؓ کے نمائندے کے ہاتھ پر آپؓ کی بیعت کر رہے ہوں۔ پھر اسی پر بس نہ ہو بلکہ سیدنا حسینؓ کی بیعت لینے پر جب ان کے بھیجے نمائندے کو حکومتِ وقت کے خلاف قتال کے لئے آدمی نہ مل رہے ہوں اور وہ حکومت کے ہاتھوں مقتول ہو رہے ہوں تب بھی ابن صردؓ ان کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔ کیا ابن صردؓ کوفہ میں نہ تھے کہ ان کو ان سب حالات کا علم نہ ہو رہا تھا یا پھر وہ اس ساری تحریک سے پہلے دن سے ہی بری تھے اور کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔

مسلم بن عقیلؓ کے کوفہ پہنچنے اور قتل سے لے کر حسینؓ کی کوفہ آمد پر مظلوماً قتل کر دیئے جانے تک سلیمان بن صردؓ کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ پھر حسینؓ کی شہادت کو چند ماہ نہیں بلکہ پورے چار سال گزر جاتے ہیں تو انہی "لا تعلق" سلیمانؓ کو ندامت اور پچھتاوا ہونے لگتا ہے اور وہ ایک لشکر تشکیل دے کر کے قتلِ حسینؓ کا بدلہ لینے نکل پڑتے ہیں۔ حالانکہ چار سال ایک خاصہ طویل عرصہ ہے جس دوران اہلِ مدینہ کی بغاوت کے سبب واقعہ حرہ اور پھر اس کے بعد ابن زبیرؓ کی تحریک اور محاصرہ مکہ کے واقعات رونما ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان مواقع پر جب یزیدی حکومت کو مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور خانہ جنگی کی کیفیت بنتی ہے تب یہ سارے بہترین مواقع تھے کہ قصاص حسینؓ کا نعرہ بلند کیا جاتا اور اس نعرے کو شاید اہلِ مدینہ کے باغیوں کی سپورٹ بھی میسر آجاتی لیکن کہیں دور دور تک یہ افسانوی لشکر دکھائی نہیں پڑتا اور نہ ہی قصاص حسینؓ کا مطالبہ کرنے والا کوئی نظر آتا ہے حالانکہ اس وقت یزید بھی زندہ تھا۔

اگر یہ لشکر قصاص حسینؓ کے لیئے نکلا تھا تو اسے واقعہ کربلا کے فوراً بعد یا کم از کم واقعہ حرہ و محاصرہ مکہ پر ہی نکل آنا چاہیئے تھا۔ کربلا کے چار سال بعد جبکہ یزید بھی وفات پا چکا، سلیمان بن صردؓ کی سپہ سالاری میں منظم اس لشکر کو بدلہ لینے کا خیال کہاں سے آ گیا؟

حافظ ابن کثیر واقدی سے ابن صردؓ کے لشکر کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت: لو كان هذا العزم والاجتماع قبل وصول الحسين إلى تلك المنزلة، لكان أنفع له وأنصر من اجتماع سليمان وأصحابه لنصرته بعد أربع سنين

"میں کہتا ہوں اگر یہ عزم اور اجتماع حسینؓ کے اس مقام تک پہنچنے سے قبل ہوتا تو وہ آپ کے لیئے زیادہ فائدہ مند ہوتا اور چار سال بعد سلیمان بن صرد اور اس کے اصحاب نے آپ کی نصرت کے لیئے جو اجتماع کیا، اس سے زیادہ مددگار ہوتا۔ (البدایہ والنہایہ:۸/۳۵۴)

پھر قصاص کا دعویٰ کرنے والے سلیمان بن صردؓ صحابی ہیں جبکہ واقعہ کربلا اور اس کے بعد کئی صحابہ کرامؓ حیات تھے کسی نے اس قصاص کے مطالبے پر کوئی توجہ کیوں نہ دی اور نہ ہی کوئی صحابی ان کے اس "لشکرِ توابین" میں شامل ہو ابلکہ اہلِ بیت میں علی بن حسینؓ (زین العابدینؒ) بھی اس زمانے میں بقیدِ حیات تھے اور اہلِ بیت اور بنو ہاشم و قریش کے کئی افراد موجود تھے آخر وہ سب اس لشکرِ توابین کے ساتھ کیوں شامل نہ ہوئے حالانکہ وہ دعویٰ قصاص کے زیادہ حقدار تو مذکورہ تمام حضرات تھے۔ یہاں ایک اور بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ سلیمان بن صردؓ جنہیں حسینؓ کو خطوط لکھ کر دعوت دینے اور بعد ازاں ان کے قتل کا بدلہ لینے والا بتلایا جارہا ہے ان کا نام ان گنتی کے تین، چار صحابہ کرامؓ (عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ و حسینؓ) کے اسماء میں بھی کہیں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتا جنھوں نے بیعت یزید سے مبینہ طور پر اختلاف کیا تھا۔ اس اعتبار سے سلیمان بن صردؓ یزید کی بیعت کرنے والے جمیع

صحابہ و تابعین میں عمومی طور پر شامل ہیں لہذا ان کا نام حسینؓ کو خطوط لکھ کر بلانے والوں اور کوفی باغیوں میں شمار کرنا اس اعتبار سے بھی محلِ نظر ٹھہرتا ہے۔

تمام واقعات کی ترتیب (sequence of events) اور اس سے جڑے سوالات اس دعویٰ قصاص کو باطل ثابت کرنے کے لیئے کافی ہیں۔ لہذا سلیمان بن صردؓ کا حسینؓ کو خطوط لکھ کر کوفہ بلانا اور پھر ان کو دھوکہ دے کر ان کا ساتھ چھوڑ دینا سنداً و متناً بالکل جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سلیمان بن صردؓ کی قیادت میں کوئی لشکر واقعہ کربلا کے چار سال بعد اہلِ شام سے برسرِ پیکار ہوا تھا، جیسا کہ ابن صردؓ کی تاریخ وفات ۶۵ھ ملتی ہے اور آپ اس دوران قتل کر دیئے گئے تھے تو پھر بھی اسے قصاصِ حسینؓ سے جوڑنا کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ یہ بنو امیہ اور اہلِ شام کی حکومت کے خلاف ایک شورش ہی سمجھی جائے گی جس میں اہلِ کوفہ اور سلیمان بن صردؓ کے علاوہ صحابہ و اہلِ بیت سمیت کسی قابلِ ذکر شخصیت کی شمولیت کا تذکرہ نہیں ملتا۔ (بشرطیکہ اس کا ثبوت بھی صحیح ثابت ہو جائے)

مضمون نگار صاحب نے جہاں تک یہ فرمایا :"لہذا جو لوگ کوفیوں کو برما (!) قاتل قرار دیتے ہیں اور خط لکھنے والوں کو مطلقا منافق یا دھوکے باز کہتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیئے ۔۔"
تو اس متعلق ہم مضمون نگار صاحب کو بتلانا چاہتے ہیں کہ علماء اہل سنت نے اہلِ کوفہ کو خطوط لکھنے والا اور حسینؓ کا قاتل قرار دیا ہے، چند عبارات پیشِ خدمت ہیں:

علامہ بغدادی لکھتے ہیں:

والثاني أنهم كاتبوا الحسين بن علي رضي الله عنه ودعوه الى الكوفة لينصروه على يزيد بن معاوية فاغتر بهم وخرج اليهم فلما بلغ كربلاء غدروا به وصاروا مع عبيد الله بن زياد يدا واحدة عليه حتى قتل الحسين وأكثر عشيرته بكربلاء

" ان لوگوں نے سیّدنا حسینؓ کو خطوط لکھے کہ آپ کوفہ چلے آئیں ، ہم یزید کے خلاف آپ کی مدد کریں گے۔جناب حسینؓ ان سے دھوکہ کھا گئے اور کوفہ چلے گئے۔جب آپ کربلا پہنچے تو انہوں نے آپ سے غداری کی اور عبیداللہ بن زیاد سے مل گئے۔حتیٰ کہ سیدنا حسینؓ اور ان کے اہلِ بیت کے اکثر افراد کو کربلا میں قتل کر دیا۔"

(الفرق بین الفرق ص۴۵،۴۶)

دکتور محمد بن عبد الہادی الشیبانی لکھتے ہیں:

إن أهل الكوفة هم الذين كاتبوا الحسين بن علي وهو في المدينة، ومنّوه بالخروج حتي خرج إليهم بارغم من تحزيرات الصحابة له بعدم الرخروج۔

ولما عيّن ابن زياد أميراً على الكوفة تأخر الناس عن نصرة الحسين و عن تاأييده، بل وانخرطوا في الجيش الّي حاربه و قتلوه۔

"اس میں شک نہیں کہ اہلِ کوفہ ہی نے حسین ابن علیؓ سے مکہ میں خط و کتابت کی تھی اور آپ کو وہاں سے نکلنے پر اس قدر امیدیں دلائیں کہ آپ نکلنے پر مجبور ہو گئے، باوجود یہ کہ متعدد صحابہ آپ کو مکہ نہ چھوڑنے کی تلقین و نصیحت کر رہے تھے۔ لیکن جب ابن زیادہ کوفہ کا امیر مقرر کر دیا گیا تو یہی لوگ آپ کی نصرت و تائید سے پیچھے ہٹ گئے، بلکہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر مقابل فوج میں جا گھسے یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دیا۔"

(مواقف المعارضة في عهد يزيد بن معاوية ص:۳۶۳)

ڈاکٹر علی محمد الصلابی لکھتے ہیں:

"یہی اصل حقیقت ہے کہ سیّدنا حسین بن علیؓ کے قاتل خود ان کے بلوانے والے ہیں، جنھوں نے آپ کو اس لیئے آنے کی دعوت دی تاکہ آپ کی مدد کریں گے۔ لیکن بعد میں آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لیئے۔"

(سیرت حسین ابن علیؓ ص ۲۳۷)

علی الصلابی آگے لکھتے ہیں:

"شیعہ اور سنّی دونوں طبقوں کی معتبر کتب اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ سیّدنا حسین ؓ کے پاکیزہ خون سے ہاتھ رنگنے والا، یہ ناہنجار اور پلید طبقہ اہلِ کوفہ تھے۔ قتلِ حسین کی پہلی ذمہ داری ان کے سروں پر ہے، یہی لوگ اس سنگین ترین جرم کے مجرم ہیں۔ اہلبیت نے اپنے خطبوں میں ان کوفیوں کو جس قدر ملامت کیا ہے، ان کی مکاری و عیاری کو جس طرح طشت از بام کیا ہے اور انہیں جس طرح بد دعائیں دی ہیں، یہ خطبات اس بات کا بین اور کافی وشافی ثبوت ہیں کہ شہادت حسین کے المیہ کا ذمہ دار یہ کوفی ہیں۔" (سیّدنا حسین بن علیؓ ص ۲۴۷)

مولانا خالد گرجاکھی لکھتے ہیں:

"یہ سارا گناہ (کوفہ بلانا اور قتل کر دینا) آپ کے شیعوں کا تھا جنھوں نے آپ کو جہالت، دھوکے اور دغابازی سے ترغیب دی اور فتنہ فساد اور شر کو پیدا کیا اور پھر آپ کو بزدلی، خیانت، غداری اور کمینگی سے چھوڑ دیا اور ان کے وارثوں نے پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا جو ان کے اسلاف کر گئے تھے، بلکہ یہ لوگ تاریخ کو مسخ کرنے اور حقائق تبدیل کرنے اور امور کو الٹے رخ پیش کرنے کی طرف مائل ہوگئے۔" (حاشیہ العواصم من القواصم ص ۳٦۸)

چنانچہ حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

"اس تفصیل سے اس حادثے کے ذمہ دار بھی عریاں ہو جاتے ہیں اور وہ ہے ابن زیاد کی فوج، جس میں سب وہی کوفی تھے جنہوں نے آپ کو خط لکھ کر بلایا تھا، انہی کوفیوں نے عمر بن سعد کی سعئ مصالحت کو بھی ناکام بنادیا جس سے کربلا کا یہ المناک سانحۂ شہادت پیش آیا۔" (رسومات محرم الحرام ص ۲۹)

محمد ادریس فاروقی لکھتے ہیں:

"تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت حسنؓ کو زہر بھی انہوں نے دیا، حضرت مسلم کے علاوہ ان کے دو بچوں حضرت قیسؒ اور حضرت عبداللہؒ اور خود حضرت حسینؓ اور آپؑ کے خانوادہ کی شہادت کا سبب بھی یہی جفاپسند کوفی بنے۔۔۔ ہم مستند تاریخی استشہادات وواقعات، درایت وفکر کی روشنی میں بتارہے ہیں کہ اس پورے کیس کے اصل مجرم شیعانِ کوفہ تھے نہ کہ یزید تھا۔" (سیرت حسینؓ مع سانحہ کربلاء ص ۳۲۱، ۳۲۲)

کفایت اللہ سنابلی لکھتے ہیں:

"آپ کو شہید کرنے والے عراقی اور کوفی ہی تھے، یزید کا یا حکومت کا اس معاملے میں کوئی ہاتھ نہیں تھا، اسی بات کی شہادت اس دور کے کے صحابہ کرام وو تابعین عظام نے دی ہے۔" (یزید پر الزامات کا تحقیقی جائزہ ص ۳۲۹)

علامہ عبداللہ ناصر رحمانی کے شاگرد حافظ عبدالحمید گوندل لکھتے ہیں:

"کوفیوں ہی نے سیدنا علیؓ کو دارلخلافہ سمیت کوفہ منتقل کر کے شہید کیا، سیدّنا حسنؓ و کھانے میں زہر دے کر مارا اور سیّدنا حسینؓ کو کوفہ لے جاکر شہید کرنا چاہتے تھے لیکن منصوبہ ناکام ہونے کی وجہ سے کربلا لے جاکر شہید کر دیا۔"

(محرم الحرام اور واقعہ کربلا ص ۲۱، اس کتاب پر شیخ عبداللہ ناصر رحمانی کی تقدیم موجود ہے)

اہلِ کوفہ کے حسینؓ کے نام خطوط اور سفر کوفہ کے متعلق صحابہ کرامؓ ودیگر اہلِ فہم کا مؤقف:

جب حسینؓ نے کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا اور اس بات کا علم بعض صحابہ کرام کو ہوا تو انہوں نے آپ کو صاف الفاظ میں کوفہ جانے سے منع کیا۔

امام طبرانی روایت نقل کرتے ہیں:

حدثنا علي بن عبد العزيز، حدثنا إسحاق ،حدثنا سفيانعن إبراهيم بن ميسرةعن طاووس، قال : قال ابن عباس : استأذنني حسين في الخروج ، فقلت : لولا أن يزري ذلك بي ، أو بك لشبكت بيدي في رأسك . قال : فكان الذي رد علي أن قال : لأن أقتل بمكان كذا وكذا أحب إلي من أن يستحل بي حرم الله ورسوله . قال : فذلك الذي سلى بنفسي عنه۔

عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حسینؓ نے مجھ سے روانگی کوفہ کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا: اگر میری اور آپ کی شان کے خلاف نہ ہوتا تو میں آپ کو پکڑ کر رکھتا، ابن عباسؓ کہتے ہیں اس پر حسینؓ نے جواب دیا کہ میں فلاں فلاں مقام پر قتل کر دیا جاؤں، یہ میرے لیئے اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ میری وجہ سے مکہ کی حرمت پامال ہو، ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ بات کہہ کر حسینؓ نے مجھے مطمئن کر دیا۔"(المعجم الکبیر :۳/۱۱۹)

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں؛

"اس کے علاوہ اور بھی متعدد حضرات نے حضرت حسین کو اہل کوفہ پر اعتبار کر کے کوفہ جانے اور یزید کے خلاف کوئی اقدام کرنے سے روکا اور اس اقدام کی خطرناکیوں سے انہیں آگاہ کیا، مثلاً حضرت ابو واقد لیثی، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت سعید بن مسیّب، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن، حضرت مسور بن مخرمہ، عمرہ بنت عبد الرحمٰن، بکر بن

عبد الرحمٰن بن حارث، عبد اللہ بن مطیع اور عبد اللہ بن جعفر وغیر ہم۔ حتیٰ کہ گورنر مکہ عمرو بن سعید نے بھی انہیں کو فہ جانے سے روکا اور مکے ہی میں رہنے پر زور دینے کے علاوہ ان کے حفظ و امان کی ضمانت دی اور ان سے حسنِ سلوک کا وعدہ کیا۔۔ بلکہ خود حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ تک بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جنھوں نے حضرت حسین کو عراق جانے سے روکا اور انہیں اہلِ عراق کی بے وفائی یاد دلائی۔(البدایہ:۸/۱۶۳) "

(رسوماتِ محرم الحرام ص ۱۰۱، ۱۰۲)

البدایہ والنہایہ اور طبری وغیرہ میں ان حضرات کے بیانات دیکھے جاسکتے ہیں جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور دیگر اہلِ عقل و دانش حسینؓ کے عازمِ کوفہ ہونے کے مخالف تھے اور انہیں بارہا اس سے روکتے رہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کا موقف حسینؓ کے کوفہ روانگی کے خلاف تھا جبکہ اس کے برعکس مضمون نگار صاحب کوفہ بلانے والوں میں صحابہ کرام کو شمار کیئے بیٹھے ہیں جس کی ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ خود حسینؓ بھی ان اہل کوفہ کے خطوط اور ان کی دعوتِ بیعت پر اعتبار نہیں کرتے تھے اسی لیئے خود جانے سے قبل ان باتوں کی تصدیق کے لیئے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیلؓ کو روانہ کیا تھا۔اس کے علاوہ طبرانی کی اس روایت سے جو اوپر ہم نقل کر چکے ہیں، پتا چلتا ہے کہ آپ کو اہلِ کوفہ کے ہاتھوں اپنے قتل کر دیئے جانے کا بھی خدشہ لاحق تھا۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو بلانے والوں میں صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے؟ نہ ہی آپ نے کبھی کسی صحابی کا نام لے کر اپنے روکنے والوں کو اس کے خطوط دکھائے اور یقین دلایا کہ فلاں فلاں صحابی بھی آپ کی آمد کے منتظر ہیں اور آپ کے حفظ و امان کے ضامن ہوں گے۔

قاتل حسینؓ اہل کوفہ یا اہل شام؟

امام بخاریؒ نے کہا:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ ، قَالَ : كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ ، فَقَالَ : مِمَّنْ أَنْتَ ؟ فَقَالَ : مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ ، قَالَ : انْظُرُوا إِلَى هَذَا ، يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

ابو نعیم نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی خدمت میں موجود تھا تو ان سے ایک شخص نے (حالتِ احرام) میں مچھر مارنے کے متعلق سوال کیا تو حضرت ابن عمرؓ نے دریافت فرمایا تم کہاں کے ہو؟ اس نے بتایا عراق کا۔ فرمایا: اس شخص کو دیکھو (کہ مچھر کی جان لینے کے تاوان کا مسئلہ پوچھتا ہے) حالانکہ اس کے ملک کے باسیوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر ڈالا، جبکہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ یہ دونوں (حسن و حسینؓ) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔" (صحیح البخاری: ۵۹۹۴)

امام احمد بن حنبلؒ نے کہا:

حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قثنا أبو النضر هاشم بن القاسم قثنا عبد الحميد يعني بن بهرام قال حدثني شهر قال سمعت أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه و سلم : حين جاء نعي الحسين بن علي لعنت أهل العراق فقالت قتلوه قتلهم الله غروه وذلوه لعنهم الله

"شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ جب حسینؓ کی شہادت کی خبر آئی تو میں ام سلمہؓ کو سنا، انہوں نے عراقیوں (کوفیوں) پر لعنت کی اور کہا: انہوں نے حسینؓ کو قتل کر دیا، اللہ انہیں تباہ کرے انہوں نے حسینؓ کو دھوکہ دیا اور انہیں رسوا کیا، اللہ کی ان پر لعنت ہو۔" (فضائل الصحابة: ٢/ ٦٨٥، رقم: ١١٧٠)

عبد اللہ ابن عمرؓ اور ام سلمہؓ نے قاتلِ حسینؓ عراقیوں (اہلِ کوفہ) کو ہی قرار دیا ہے بلکہ خود حسینؓ نے اپنی شہادت سے قبل اہلِ کوفہ کو ہی اپنے قتل کا ذمہ دار قرار دے رکھا ہے جیسا کہ ہم طبرانی کی روایت نقل کر آئے ہیں۔ حسینؓ کے بیانات شیعہ کتب میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں جس میں آپ نے اہلِ کوفہ ہی کو اپنا قاتل قرار دے رکھا ہے۔

علامہ عبد القاہر البغدادی لکھتے ہیں:

روافض الكوفة موصوفون بالغدر والبخل وقد سار المثل بهم فيهما حتى قيل أبخل من كوفى وأغدر من كوفى والمشهور من غدرهم ثلاثة أشياء أحدها أنهم بعد قتل على رضي الله عنه بايعوا ابنه الحسن فلما توجه لقتال معاوية غدروا به في ساباط المدائن فطعنه سنان الجعفى في جنبه فصرعه عن فرسه وكان ذلك أحد أسباب مصالحته معاوية والثاني أنهم كاتبوا الحسين بن علي رضي الله عنه ودعوه الى الكوفة لينصروه على يزيد بن معاوية فاغتر بهم وخرج اليهم فلما بلغ كربلاء غدروا به وصاروا مع عبيد الله بن زياد يدا واحدة عليه حتى قتل الحسين وأكثر عشيرته بكربلاء والثالث غدرهم يزيد بن على بن الحسين بن على بن أبي طالب بعد أن خرجوا معه على يوسف بن عمر ثم نكثوا بيعته وأسلموه عند اشتداد القتال حتى قتل وكان من امره

"کوفی روافض "غدار" اور "بخیل" کے رسوائے زمانہ ناموں سے جانے پہچانے جاتے ہیں اور اب یہ لوگ غداری و بخل وخیانت میں مثال بن چکے ہیں۔ چنانچہ اب کسی کو غدار اور بخیل کہنا ہو تو اسے کہا جاتا ہے "ابخل من کوفی" اور "اغدر من کوفی" یعنی تو تو کوفیوں سے بھی زیادہ بخیل ہے اور تو تو کوفیوں سے بھی زیادہ غدار ہے، اور ان کی تین رسوائے زمانہ غداریاں زیادہ مشہور ہیں:

1۔ سیّدنا علیؓ کی شہادت کے بعد ان کوفیوں نے سیدنا حسن ؓ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر غداری کر کے اس بیعت کو توڑ ڈالا اور سباطِ مدائن میں سنان جعفی نے اندھیرے میں آپ پر کدال کا وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔

2۔ ان لوگوں نے سیّدنا حسینؓ کو خطوط لکھے کہ آپ کوفہ چلے آیئے، ہم یزید کے خلاف آپ کی مدد کریں گے۔ جناب حسینؓ ان سے دھوکہ کھا گئے اور کوفہ چلے گئے۔ جب آپ کربلا پہنچے تو انہوں نے آپ سے غداری کی اور عبید اللہ بن زیاد سے مل گئے۔ حتیٰ کہ سیدنا حسینؓ اور ان کے اہلِ بیت کے اکثر افراد کو کربلا میں قتل کر دیا۔

3۔ ان لوگوں نے زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ بھی غداری کی۔ چنانچہ پہلے ان کی بیعت کی اور جب خروج کے بعد گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو عین قتال کے وقت ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔"

(الفرق بین الفرق ص۴۵،۴۶)

اہلِ سنۃ کے علاوہ خود شیعہ کتب میں بھی حسینؓ کا قاتل اہلِ کوفہ کو ہی قرار دیا گیا ہے۔

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

(ام کلثومؓ نے کہا) اے اہلِ کوفہ تمہارا حال برا ہو، اور تمہارے منہ سیاہ ہوں تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؓ کو بلایا۔ اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں قتل کر کے مال واسباب ان کا لوٹ لیا۔" (جلاء العیون:۲/ ۲۷۳)

ابن طاؤس لکھتا ہے:

(زین لعابدین نے کہا) اے لوگو (اہلِ کوفہ)! میں تمیں خدا کی قسم دیتا ہوں! کیا تمھیں علم نہیں ہے کہ تم نے میرے والد بزرگوار کو خط لکھے اور جیسے ہی وہ تمھاری طرف آئے تم نے ان کے ساتھ مکر و فریب کیا اور اس کے بعد انہیں قتل کر دیا۔" (مقتل لہوف ص ۱۲۰)

مرتضی المطہری شیعہ لکھتا ہے:

"بل و شيعتهم هم قتله الأمام الحسين (ع)"

"بلکہ وہ ان کے شیعہ ہی تھے جنہوں نے امام حسین کو قتل کیا۔" (الملحمة الحسينية:٦/٣)

ابوالحسن المسعودی لکھتا ہے:

وكان جميع من حضر مقتل الحسين من العساكر و حاربه وتوّلي قتله من أهل الكوفة خاصة، لم يحضرهم شامي

"جو افواج مقتل حسین کے مقام پر موجود تھے اور جنہوں نے حسین کا قتل کیا وہ سارے خاص اہل کوفہ تھے اور کوئی بھی شامی وہاں موجود نہیں تھے۔" (مروج الذھب:۳/۵۶)

کتب اہلِ سنۃ و شیعہ سے اس طرح کے ہم مزید کئی حوالہ جات پیش کر سکتے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر سرِ دست انہی پر اکتفا کر رہے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے صحیح سند سے ثابت شدہ بیانات اور پھر علماء اہل سنۃ کے اس مؤقف، کہ قاتلِ حسینؓ اہلِ کوفہ ہی تھے، کی تائید شیعہ کتب میں موجود ہونے کے بعد یہ کہنا کیا حیثیت رکھتا ہے کہ جو لوگ مطلقاً اہل کوفہ کو قاتل کہتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

نیز سلیمان بن صردؓ کا سیّدنا حسینؓ کو خطوط لکھ کر بلانا پھر ان کی مدد سے پہلو تہی کرنا اور اسی طرح بعد ازاں قتلِ حسینؓ کا بدلہ لینے کے لیئے نکلنا، یہ تمام باتیں سنداً درست نہیں بلکہ حقائق و واقعات کے برخلاف ہونے کی وجہ سے ناقابلِ اعتبار اور افسانوی ہیں۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا نام خطوط لکھنے اور دھوکہ دینے والوں میں شمار کرکے ان کی شخصیت اور کردار کو مجروح کرنے کی کوشش سبائی راویوں کی ایک مذموم سعی ہے۔

تحریر: صالح حسن ۲۰۱۹/۱۰/۰۱ء